ولی کی اجازت وشمولیت کے بغیر لڑکی کا نکاح

جب بھی کوئی لڑکی گھر سے بھاگ کر نکاح کرتی ہے تو والدین ہم سے فتویٰ لینے آتے ہیں کہ ان کی اجازت اور شمولیت کے بغیر نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ایسے والدین کی اکثریت کی زندگی میں اسلام کا عملاً کوئی دخل نہیں ہوتا، صرف نکاح اور جنازہ کی حد تک ان کا اسلام سے سروکار ہوتا ہے۔ باقی معاملات میں، وہ اسلام کو لپیٹ کر طاقِ نسیاں پر رکھ دیتے ہیں۔ فتویٰ تو یہی ہے کہ ''ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا'' مگر اتنا کہنے سے ان کے درد کا درمان نہیں ہوتا کیونکہ جب کورٹ یا کسی بھی مقام پر نکاح ہو جائے تو پھر ہو جاتا ہے۔ ایسے ولی، جنہوں نے اسلام کو اپنے گھروں سے بے دخل کر دیا اور لڑکیوں کو جدید سماج کی آزادیاں دے کر جنس، ڈراما، فلم اور واٹس ایپ کی وادیوں میں دھکیل دیا، وہ لڑکیوں کی بربادیوں کے خود مجرم ہیں انہیں یہ دکھ نہیں ہوتا کہ لڑکی نے اسلام کے کسی حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ ان کو معاشرتی تذلیل وتحقیر کا مسئلہ لاحق رہتا ہے۔ مجروح انا اور نکٹی، انہیں مفتیان اسلام کے پاس لاتی ہے مگر میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی؟ بالغ لڑکی، عدالتی نکاح کرے تو اس کا علاج مفتیانِ شرع اسلام کے پاس نہیں ہوتا ہے۔ مگر وہ یہاں نہیں رکتے بلکہ غیرت کے نام پر لڑکیوں کا قتل کرتے ہیں جو جو سراسر فعل حرام ہے۔ اسلام میں سزا دینا عدالت کا کام ہے۔ قرآن اس باب میں واضح احکام دیتا ہے۔

ہم اس کو غیرت کا مسئلہ نہیں سمجھتے بلکہ حماقت کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں۔ ہم ایسے غیرت منداولیاء سے یہ ضرور پوچھنا چاہیں گے کہ جب ان کے لڑکے، کسی کی بیٹی کو بھگا کر لے جاتے ہیں تو ان کی غیرت کہاں چلی جاتی ہے؟ اس وقت تو وہ ہیرو لگتے ہیں۔ پھر ان نام نہاد غیرت مندوں سے یہ پوچھنا بھی واجب ہے کہ جب لڑکیاں، جدید سماج میں، مال روڈز پر اور پارکوں میں، غول بن کر پھرتی اور اپنی عشوہ طرازیوں سے لڑکوں کے دل موہتی ہیں تو ان کی غیرت کہاں ہوتی ہے۔ اس قسم کے سارے نکاح، ان کی اپنی غفلت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اگر وہ اسلام کی پابندی کرتے اور بیٹیوں کو پردہ میں بٹھاتے اور مردوزن کی مخلوط محفلوں میں انہیں نہ شامل ہونے دیتے تو ان کو اس ذلت آمیز انجام سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ ہم جلے دل کے ساتھ یہ سوال پوچھ رہے ہیں ورنہ ہماری دلی ہمدردی ان کی مجروح انا کے ساتھ ہے۔ ہمارا دل، ان کی بے بسی پر کڑھتا ہے۔ یہ ماڈرن ازم نہیں۔ ہمارے ہاں ایک غلط فہمی پھیلائی جاتی ہے کہ اقوامِ شرق وغرب کی ترقی عریانی اور مردوزن کے بے روک ٹوک اختلاط میں ہے۔ نہیں، ایسا ہرگز نہیں! ترقی کا راز ایجاد واختراع، محنت اور کاروباری دیانت میں ہے۔ تعلیم میں ہے۔ اتفاق یہ ہوا کہ اقوام مغرب نے تعلیم، ایجاد واختراع، محنت اور دیانت کے ساتھ، عریانی کو بھی اپنایا۔ مغرب کا مرد خود تو

تھری پیس سوٹ زیب تن کرتا ہے مگر عورت کو سکرٹ سے منی سکرٹ اور اب بیکنی پر لے آیا ہے۔ بھولی عورت اسے آزادی نسواں سمجھتی رہی جبکہ حقیقت اس کے الٹ ہے۔ مرد ہاتھ کر گیا کہ اول تو اسے اپنے صنعتی پیداواری نظام کا پرزہ بنایا، پھر ان عریاں پیکروں کو اپنے گردوپیش میں رکھ کر، جنسی تلذذ سے ہر دم، تازہ دم رہا۔

ہم تعلیم نسواں کو فرض مانتے ہیں لیکن یہ کہیں نہیں آیا کہ تعلیم پا کر لڑکیاں اولیا کی اجازت کے بغیر اپنے نکاح عدالتوں میں کر لیا کریں۔ ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فلم، ڈراما، شوبز کے میدان میں ہیڈ ہنٹرز (Head Hunters) ہمیشہ مصروف عمل رہتے ہیں اور گلستانِ شباب میں سے گلہائے نو دیدہ نوچ کر، اپنی عریاں دنیا میں جا سجاتے ہیں۔ اخباروں میں اشتہار دیئے جاتے ہیں۔ آڈیشن رچائے جاتے ہیں اس وقت تو غیرت منداولیا کی غیرت پر چوٹ نہیں پڑتی۔ مگر جب لڑکیاں عدالتوں میں جا کر نکاح کر لیں تو یک لخت دریائے غیرت میں سیلاب آ جاتا ہے۔

اس تحریر کی علت حالیہ دنوں میں لاہور کورٹ کے احاطہ میں ایک بدنصیب ماں کی دل دوز چیخیں ہیں جو نالش لے کر عدالت میں آتی تھی مگر اس کی بیٹی نے اس کی کلبلاتی ممتا کو ٹھکرا دیا اور عدالت میں اپنے رانجھن کے ساتھ اپنے نکاح کی تصدیق کے بعد اس کے ساتھ چلی گئی۔

طرز حکومت کی بحث

پاکستان بنے ستر سال گزر گئے مگر یہاں ابھی تک طرز حکومت کا جھگڑا طے نہیں ہوا۔ آئین میں پارلیمانی جمہوری سسٹم، طرز حکومت قرار دیا گیا ہے لیکن دانشوروں کا ایک طبقہ اسے پانی پی پی کر کوستا ہے۔ ایوب خان نے اپنی فوجی ڈکٹیٹرشپ کی کیاری میں محدود جمہوریت کا پودا لگایا اور دس سال بعد خود ہی اس کی ناکامی کا اعتراف کر کے اس کا دفتر لپیٹ کر، اپنے ساتھ لے گیا اور ملک میں دوسرا مارشل لا لگایا گیا۔ ملک ٹوٹا، موجودہ آئین پارلیمانی جمہوریت کی بنیاد پر بنا مگر جنرل ضیاء الحق نے جمہوریت کو اپنی گیارہ سالہ آمریت میں مردہ کر دیا۔

صدارتی طرز حکومت امریکہ میں کامیاب، یہاں ناکام، پارلیمانی جمہوریت برطانیہ سمیت درجنوں ممالک میں کامیاب اور وہاں کی اقوام فائز المرام ہیں جبکہ ہمارے ہاں یہ ناکام اور ہم نامراد۔ بات جمہوریت یا آمریت کی نہیں بلکہ ''ناچ نجانے آنگن ٹیڑھا'' کی ہے۔ اس سے آگے وہ جرم ہے جو ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد باندھ کر توڑا، وہ بڑا سنگین ہے۔ وہ عہد قرارداد پاکستان، قائداعظم کی درجنوں تقاریر اور آخر میں قرارداد مقاصد کی شکل میں منضبط ہے۔ آیئے اس عہد کی تجدید کریں۔ اللہ سے ڈریں اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کریں۔ امریکہ سے ڈرنا اور فلم سٹاروں سے محبت کرنا ترک کر دو تو پھر دیکھو تمہارے دلدر کیسے دور ہوتے ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ.